Daily PUBLIC KARACHI

روزنامہ پبلک کراچی

ایڈیٹر انچیف وسیم احمد

جلد 12 | پیر 19 اکتوبر 2026ء 06 جمادی الاول 1448ھ | صفحات 4 قیمت 5 روپے | شمارہ 208

مجبوراً ایمرجنسی لگائی، شہباز آفریدی بزدل ہے جو اپنی دھرتی کے دفاع کیلئے تیار نہیں، بلاول بھٹو

پی پی نے ہمیشہ آئینی طریقے سے ایمرجنسی لگائی، فضل الرحمان ہم پر تنقید کریں مگر دہشتگردوں کیخلاف کھل کر بات کریں، فیصلہ صاف ہے آئینی، قانونی طریقے سے صوبے بن سکتے ہیں

جو دہشتگرد پاکستان کے جیل میں تھے انہیں جیل سے آزاد کرایا گیا پاکستان آج نقصان اٹھا رہا ہے، سانحہ کارساز کی برسی پر تقریب سے خطاب، شہداء کو خراج عقیدت پیش



کراچی، پیپلز مین پی پی بلاول بھٹو زرداری سانحہ کارساز کی برسی تقریب سے خطاب کر رہے ہیں

کراچی (مانیٹرنگ ڈیسک) پیپلز مین پی پی بلاول بھٹو زرداری نے کہا ہے کہ وزیراعظم کے پی کنسل آفریدی بزدل ہے جو اپنی دھرتی کا دفاع کرنے کے لیے تیار نہیں، پی پی نے ہمیشہ صاف ہے آئینی اور قانونی طریقے سے صوبے بن سکتے ہیں، مولانا فضل الرحمان ہم پر سیاسی تنقید کر سکتے ہیں مگر دہشت گردوں کے خلاف مولانا کو مکمل کر بات کرنی چاہیے تھی۔ 18 اکتوبر سانحہ کارساز کی 19 ویں برسی پر تقریب سے خطاب میں انہوں نے سانحہ کارساز کے شہداء کو خراج عقیدت پیش کیا اور کہا کہ 18 اکتوبر محض ایک سیاہ دن ہے، شہید بینظیر بھٹو کی وطن واپسی پر دہشت گردی کے ذریعے انہیں نشانہ بنانے کی 2 دہائی کوشش کی گئی، استقبال کے لیے آنے والے جیالوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر اپنی قائد کی حفاظت کی، سانحہ کارساز کے شہداء کا لہو ہمیں درس دیتا ہے کہ دہشت گردی، انتہا پسندی اور تکفیر و جمہوریت کے عوام کو متزلزل نہیں کر سکتے، شہید پارٹی جمہوری اداروں کے استحکام، آئین کے تحفظ اور عوام کے حقوق کی پاسداری کے لیے جدوجہد جاری (بقیہ صفحہ 3 بقیہ نمبر 8)

کور کمانڈر کا سرحدی علاقوں میں انفراسٹرکچر منصوبوں کا افتتاح کر دیا

چترال (خصوصی رپورٹ) کور کمانڈر ریون کور لیفٹیننٹ جنرل عمیر احمد بخاری نے اتوار کو پولی ٹیکنیکل کالج کے مقام پر ایس آر ایس پی کے تعمیر کردہ پلوں اور سڑک کے منصوبوں کا افتتاح کیا (بقیہ صفحہ 3 بقیہ نمبر 9)

تعلیم دولت سے مشروط نہیں ہونی چاہئیں، شہباز شریف

کلاس رومز، سائنس، آئی ٹی اینڈ روبوٹکس لیبز اور آرٹ روم کا دورہ، طلبہ کو فراہم کی جانے والی تعلیمی سہولیات پر اطمینان کا اظہار

شہباز شریف کی بھارتی حمایت یافتہ فتنۃ الہندوستان کے دہشت گردوں کے خلاف سیکیورٹی فورسز کے کامیاب آپریشنز کی پذیرائی

عزم استحکام کے ویژن کے تحت سیکیورٹی فورسز دہشت گردی کے خلاف نمایاں کامیابیاں حاصل کر رہی ہیں، وزیراعظم کا بیان



مرید کے وفاقی وزیر برائے قومی غذائی تحفظ و تحقیق رانا تنویر حسین میڈیا سے گفتگو کر رہے ہیں

اسلام آباد (خصوصی رپورٹر) وزیراعظم محمد شہباز شریف نے اسلام آباد میں دانش سکول کا افتتاح کر دیا، وزیراعظم شہباز شریف نے تو ارکو دانش سکول کی افتتاحی تقریب میں شرکت کی، اس موقع پر انہوں نے کلاس رومز، سائنس لیبز، آئی ٹی اینڈ روبوٹکس لیبز اور آرٹ روم کا دورہ کیا جہاں انہوں نے طلبہ کو فراہم کی جانے والی تعلیمی سہولیات پر اطمینان کا اظہار کیا، وزیراعظم نے دانش سکول میں زیر تعلیم بچوں اور بچیوں سے ملاقات کی اور طلبہ سے گفتگو بھی کی، وزیراعظم نے مشکل حالات کے باوجود تعلیم حاصل کرنے والے بچوں کے جذبے کو سراہا، اس موقع پر بچوں نے وزیراعظم کو اپنے درمیان پا کر خوشی کا اظہار کیا۔ قبل ازیں، وزیراعظم کو دانش سکول کے بارے میں بریفنگ دی گئی۔ بریفنگ میں بتایا گیا کہ دانش سکول اسلام آباد 30 ایکڑ رقبے پر قائم کیا گیا ہے، طلبہ اور طالبات کیلئے الگ الگ ایجوکیشنل بلاکس بنائے گئے ہیں، ہر بلاک میں 24 کلاس رومز، آئی ٹی، سائنس اور روبوٹکس لیبز بنائی گئی ہیں، اسی لائبریری اور آرٹ روم بھی بنائے گئے ہیں، سکول میں کل سوا سو کنال رقبہ پر مشتمل ہے، دانش سکولز میں 120 بچے اور بچیاں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ بریفنگ میں بتایا گیا کہ ملک کے مختلف علاقوں سے 360 ہونہار بچوں کو میرٹ پر دانش سکولز میں داخلہ دیا گیا ہے، 38 اساتذہ کو بھرتی کیا گیا ہے اور ضرورت کے مطابق تدریسی عملہ میں اضافہ کیا جائے گا، اس موقع پر وفاقی وزیر تعلیم اکبر خالد مقبول صدیقی، وفاقی (بقیہ صفحہ 3 بقیہ نمبر 6)

بلوچستان، فورسز کے آپریشنز میں فتنۃ الہندوستان کے 8 دہشتگرد ہلاک

پنج پائی میں سڑک پر رکاوٹوں کی کوشش، فورسز نے ناکام بنادی، بھارتی سرپرستی میں سرگرم 5 دہشت گرد ہلاک

شدید فائرنگ کے تبادلے میں مزید 2 دہشت گرد بھی ہلاک، خضدار میں بھی 1 دہشت گرد مارا گیا، سیکیورٹی فورسز

کوئٹہ (مانیٹرنگ ڈیسک) سیکیورٹی فورسز نے بلوچستان کے اضلاع کوئٹہ، نوشکی اور خضدار میں انٹیلی جنس بیسڈ آپریشنز کر کے بھارتی سرپرستی میں سرگرم فتنۃ الہندوستان کے 8 دہشت گردوں کو ہلاک کر دیا، ہلاک فوج کے شعبہ تعلقات عامہ (آئی ایس پی آر) کے مطابق 17 اکتوبر کو پنج پائی میں دہشت گردوں کی سڑک پر رکاوٹیں کھڑی کرنے کی کوشش سیکیورٹی فورسز نے ناکام بنادی، سیکیورٹی فورسز کی کارروائی میں بھارتی سرپرستی میں سرگرم 5 دہشت گرد ہلاک ہوئے جبکہ ان دہشت گردوں کا ٹھکانہ بھی جلا کر دیا گیا، آئی ایس پی آر کے مطابق شدید فائرنگ کے تبادلے میں مزید 2 دہشت گرد بھی ہلاک ہوئے، اس کارروائی کے دوران اہلکار بھی زخمی ہوئے، علاوہ ازیں خضدار میں آپریشن کے دوران فورسز نے دہشت گردوں کے ٹھکانے کو نشانہ بنایا جس میں 1 دہشت گرد مارا گیا (بقیہ صفحہ 3 بقیہ نمبر 1)

فاروق ستار کا سوامی نارائن اور نارائن پورہ مندروں کا دورہ

ایم کیو ایم پاکستان ہندو برادری کی ہر خوشی اور غم میں ساتھ کھڑی ہے

ہندو برادری کو مبارکباد، بھرپور تعاون جاری رکھیں گے، فاروق ستار

کراچی (خصوصی رپورٹر) متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کے سینئر مرکزی رہنما اور رکن قومی اسمبلی ڈاکٹر فاروق ستار نے سوامی نارائن مندر، پاکستان چوک اور نارائن پورہ مندر، رنچھوڑ لائن کا دورہ کیا اور ہندو برادری کو ان کے مذہبی تہوار پر دلی مبارکباد پیش کی۔ اس موقع پر سوامی نارائن مندر میں ہندو برادری کے معززین سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر فاروق ستار نے کہا کہ ایم کیو ایم پاکستان ہندو برادری کی ہر خوشی اور غم میں ان کے ساتھ کھڑی ہے۔ انہوں نے برادری کو بھرپور تعاون کا یقین بھی دلایا۔ ہندو برادری کے معززین، جن میں خواتین کی بڑی تعداد بھی شامل تھی، نے ڈاکٹر فاروق ستار کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا اور اپنی خوشیوں میں شریک ہو (بقیہ صفحہ 3 بقیہ نمبر 12)

سہیل آفریدی کیخلاف مقدمات سے متعلق آئندہ ہفتہ اہم ہوگا، عطاء تارڑ

قومی سلامتی معاملات میں سیاست کو شامل نہیں کرنا چاہیے، مولانا کو خیبر پختونخوا کی ترقی کیلئے دعا کرنی چاہیے

کوئی نیا مقدمہ درج نہیں کیا گیا، تمام مقدمات پرانے ہیں، وزیر اطلاعات ونشریات کی جی ٹی وی سے گفتگو

اسلام آباد (صباح نیوز) وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات عطاء تارڑ نے کہا ہے کہ کیپٹل آفریدی اور ان کے 3 ساتھی حراستی تحویل میں ہیں، تمام ان کی گرفتاری سے متعلق ابھی مکمل تفصیلات سامنے نہیں آئیں۔ کیپٹل آفریدی کے خلاف کوئی نیا مقدمہ درج نہیں کیا گیا، تمام مقدمات پرانے ہیں اور ان سے متعلق آنے والا ہفتہ اہم ہوگا۔ جی ٹی وی سے گفتگو کرتے ہوئے وفاقی وزیر اطلاعات نے کہا کہ کیپٹل آفریدی کے مزاحمتی فہرست طویل ہے اور ان کے خلاف مکمل تفصیلات سامنے نہیں آئیں۔ کیپٹل آفریدی کے خلاف کوئی نیا مقدمہ درج نہیں کیا گیا، تمام مقدمات پرانے ہیں اور ان کے خلاف کیا چارج شیٹ ہے۔ انہوں نے کہا کہ کیپٹل آفریدی کے مقدمات کے حوالے سے دیکھیں گے کہ آنے والے دنوں میں کیا پیشرفت ہوتی ہے۔ ان کے مطابق کیپٹل آفریدی کے خلاف کوئی نیا مقدمہ نہیں بنایا گیا بلکہ تمام مقدمات پہلے سے موجود ہیں۔ مطلاع جاری نے (بقیہ صفحہ 3 بقیہ نمبر 3)



اسلام آباد، وزیراعظم شہباز شریف دانش سکول کے دورہ کے موقع پر طلباء سے گفتگو کر رہے ہیں

انسانی اسمگلنگ کا بین الصوبائی گروہ پکڑا گیا، 5 ملزمان گرفتار

کراچی (خصوصی رپورٹر) پاکستان رینجرز سندھ اور ضلع ویسٹ پولیس نے خفیہ اطلاع پر سرجانی ٹاؤن میں مشترکہ کارروائی کرتے ہوئے انسانی اسمگلنگ میں ملوث بین الصوبائی گروہ کے 5 ملزمان کو گرفتار کر لیا۔ ملزمان کے قبضے سے اسلحہ، غلیلیں اور غیر قانونی نقل و حمل میں استعمال ہونے (بقیہ صفحہ 3 بقیہ نمبر 10)

پیپلز پارٹی شہداء کی قربانیوں کو کبھی فراموش نہیں کریگی، شازیہ مری

سانحہ کارساز جمہوریت اور عوامی جدوجہد کی تاریخ کا ناقابل فراموش باب ہے

کراچی (خصوصی رپورٹر) پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرین کی مرکزی ترجمان شازیہ مری نے 18 اکتوبر سانحہ کارساز کے شہداء کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ سانحہ کارساز جمہوریت، عوامی جدوجہد اور پاکستان پیپلز پارٹی کی تاریخ کا ناقابل فراموش باب ہے۔ 18 اکتوبر 2007 کو شہید محترمہ بینظیر بھٹو کی وطن واپسی پر کراچی میں عوام کا سمندر امن، جمہوریت اور اسلام کا پیغام لے کر نکلا تھا جام شہید قافلہ کے استقبال کے لیے جمع ہونے والے جیالوں کی خوشیاں دہشت گردی کے ایک المناک سانحے میں بدل گئیں، شازیہ مری (بقیہ صفحہ 3 بقیہ نمبر 11)



Scanned with CamScanner

EDITORIAL PAGE

اداریتی صفحہ

سرکاری اداروں کے ملازم یا آقا کے نوکر؟

کوئی بارہ سال پرانی بات ہے۔ احتراماً محترم پروفیسر عمران احسن خان نیازی نے مجھے کہا کہ اسلام آباد ہائی کورٹ کے ایک فاضل جج ہیبہ اور وصیت سے متعلق ایک مقدمے میں کچھ سوالات پر الجھن کا شکار ہیں اور چاہتے تھے تو میں نے آپ کا نمبر دے دیا ہے۔ کچھ دیر بعد جج صاحب کی کال آئی اور رسمی گفتگو کے بعد اصل موضوع پر آنے سے قبل کہا: "ہم نے تو رٹ درخواستوں سے یونیورسٹی کی جان چھڑانی ہے۔" اگلے دنوں ان کا فیصلہ آیا تھا کہ عدالتیں یونیورسٹی کے خلاف رٹ جاری نہیں کرسکتیں، نتیجہ وہ دیے گئے تھے کہ میں ان کے اس فیصلے کی تحسین کروں گا۔ میں نے بے ساختہ کہا: "جی ہاں، اور یہ آپ نے بہت برا کیا ہے!" "ان کو دچکا سا لگا۔ پوچھا: "جی؟" میں نے کہا: "جی ہاں یہ بہت ہی برا فیصلہ ہے کیونکہ آپ نے یونیورسٹی کے ہزاروں ملازمین کو انگامیہ کے جرم کرم پر چھوڑ دیا ہے۔" وہ قہقہہ مار کر بولے: "بیٹھیں، اس فیصلے کے خلاف انٹرا کورٹ اپیل میں ڈائیٹ تشکیل دے دیا گیا ہے، وہاں آپ بھی داؤل دے دیجیے گا۔" میں نے کہا: "ضرور، ان شاءاللہ، اور میں پہلے ہی اس اپیل میں طریق طے کی درخواست دائر کرچکا ہوں۔" اس کے بعد گفتگو وصیت کے موضوع کی طرف چل نکلی۔ یونیورسٹیوں اور اسی طرح دیگر "خود مختار" اداروں کے ملازمین یہاں اپنی انگامیہ کی غیر قانونی کارروائی کے خلاف ہائی کورٹ میں رٹ درخواست دائر نہیں کرسکتے؟ اس سوال کا جواب ڈھونڈنے کے لیے پہلے آئین کی دفعہ 199 پر ایک نظر ڈال لیجیے جس میں کسی ایسے "شخص" کو، جو سرکاری امور سے متعلق فرائض سرانجام دے رہا ہو، رٹ جاری کرنے کا اختیار ہائی کورٹ کو دیا گیا ہے۔ مقتدر ادارے کے سربراہ نے ادارے میں ملازمت کرنے والے کسی فرد کو قانون میں دیے گئے طریق کار پر عمل کیے بغیر ملازمت سے برطرف کردیا تو اس اقدام کے خلاف متاثرہ فرد ہائی کورٹ میں رٹ کی درخواست دائر کرسکتا ہے۔ اگر دفعہ 199 میں مذکور شرائط پوری

ڈاکٹر محمد مشتاق احمد

ہورہی ہوں، تو ہائی کورٹ اس غیر قانونی برطرفی کے حکم کو معطل یا منسوخ کرکے ادارے کے سربراہ کو قانون کی پابندی کا حکم دے سکتی ہے۔ ہائی کورٹ کا یہ اختیار دو وجوہات کی بنا پر بہت اہم ہے: ایک، رٹ درخواست کا معاملہ جلدی نمٹ جاتا ہے، جبکہ عام دیوانی مقدمے میں بہت زیادہ وقت لگتا ہے؛ دوسرا، عام دیوانی مقدمے میں اگر ثابت بھی ہوجائے کہ اس ملازم کے خلاف اقدام قانوناً غلط تھا، تو اس کی ملازمت پر بحالی کا حکم جاری نہیں کیا جاتا، بلکہ زیادہ سے زیادہ اسے زرِ تلافی (ڈیمیجز) دلانے کا کہا جاتا ہے اور اس زرِ تلافی کی مثال انگریزی محاورے کے مطابق "مونگ پھلی" کی ہوتی ہے۔ اسلام آباد ہائی کورٹ کے مذکورہ فاضل جج نے یونیورسٹی کے خلاف رٹ جاری کرنے سے انکار کے لیے بنیاد یہ ڈھونڈی تھی کہ یونیورسٹی دفعہ 199 میں مذکور تعریف پر پورا نہیں اترتی۔ اس بات کو انٹرا کورٹ اپیل میں بڑے جج نے مسترد کردیا اور قرار دیا کہ سرکاری ٹرائبونل سے پہلے پہلے یونیورسٹیاں، جن کا انتظام بھی سرکار کے تحت ہو، اس تعریف میں داخل ہیں کیونکہ تعلیم کی فراہمی بھی سرکاری امور میں سے ہے۔ بات یہاں ختم نہیں ہوتی۔ فاضل جج نے یونیورسٹی کے خلاف رٹ درخواستیں رد کرنے کا ایک اور راستہ ڈھونڈ لیا۔ یونیورسٹی کی انگامیہ کے کسی غیر قانونی اقدام کے خلاف رٹ درخواست آتی تو فاضل جج درخواست گزار پر اخلاقی دباؤ ڈالنا شروع کرتے کہ اپنی ہی یونیورسٹی کو بدنام نہ کریں اور درخواست واپس لیں۔ اگر وہ درخواست واپس نہ لیتا، تو یا تو لمبی تاریخ اور پھر تاریخوں پر تاریخیں دیتے، یا اگر فیصلہ دیتے تو یہ قرار دے کر درخواست مسترد کردیتے کہ جو تو صرف قانون کی خلاف ورزی کا ہی رٹ جاری کرسکتے ہیں، بلکہ یونیورسٹی کی انگامیہ پر جن "قواعد" (rules) کی خلاف ورزی کا الزام ہے یہ "قانون" کی تعریف پر پورا نہیں اترتے کیونکہ یہ قواعد مقننہ نے نہیں بنائے بلکہ یونیورسٹی نے اپنے اندرونی امور کے لیے بنائے ہیں۔ بعض فاضل جج ایک اور راستہ اختیار کرتے ہیں۔ جب ان کے سامنے اس "قانون" کی خلاف ورزی کا معاملہ رکھ دیا جاتا ہے، جو مقننہ ہی نے بنایا ہے اور جس کے تحت یونیورسٹی وجود میں آئی ہے، تو وہ قرار دیتے ہیں کہ رٹ تو ایک غیر معمولی داد رسی ہے جو غیر معمولی حالات میں ہی دی جاسکتی ہے، اس لیے آپ پہلے یونیورسٹی کے اندر متعلقہ فورم کو اپیل کریں۔ ایسا کرتے ہوئے وہ یہ بات بھی نظر انداز کردیتے ہیں کہ یونیورسٹی کے اندر متعلقہ فورم اپنے سربراہ کے فیصلے کے خلاف اپیل یا تو سنتا ہی نہیں، یا اسے سننے میں غیر معمولی تاخیر کرتا ہے یا سریح ناانصافی کرتا ہے، اور ثالثِ ناداری کے انصاف کے تقاضے پورا کرتا ہے۔ اگر یونیورسٹیوں کے اندر متعلقہ فورم بالآخر فیصلہ کر ہی دیتا ہے، جس سے متذکرہ ملازم مطمئن نہ ہو، تو کیا وہ سرکاری ملازموں کے لیے بنائی گئی "سروس ٹربیونل" میں جاسکتا ہے؟ اس سوال کا جواب بھی نفی میں ہے کیونکہ یہ ملازمین بے تنک ایک سرکاری یونیورسٹی کے ملازم ہوں، لیکن یہ "سرکاری ملازمین" نہیں ہیں! یہاں وہ قانونی رکاوٹ سامنے آتی ہے جس کا میں نے اگلی قسطوں میں بار بار ذکر کیا ہے۔ یونیورسٹی قانون کی نظر میں ایک "فرضی شخص" ہے اور یونیورسٹی سے وابستہ افراد کا تعلق سرکار کے ساتھ اس فرضی شخص کے واسطے سے ہوتا ہے، نہ کہ براہِ راست۔ گویا سرکار اور ان ملازمین کے درمیان یونیورسٹی کی "فرضی شخصیت" کا پردہ حائل ہوتا ہے۔ اس فرضی شخصیت کا یونیورسٹی کی انگامیہ کو ایک یہ فائدہ بھی ہوتا ہے کہ اگر کبھی ان کا غیر قانونی اقدام ثابت بھی ہوجائے، تو ان کے خلاف ذاتی حیثیت میں کارروائی نہیں کی جاسکتی۔ بس ان ملازمین کے پاس دیوانی عدالت ہی بچتی ہے جہاں وہ اس غیر قانونی اقدام کے خلاف دعویٰ دائر کرسکتے ہیں۔ اب ایک تو دیوانی مقدمہ کتنا لمبا کھینچا جاسکتا ہے کہ وہ ان ملازمین کو دیوانہ ہی بنا دے، اور پھر اگر مقدمہ ان کے حق میں ہو بھی جائے، تو اپیل در اپیل کا راستہ اسے مزید کھینچنے کے لیے کھلا رہتا ہے۔ حتمی فیصلے میں دس دس سال اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ لگ جاتے ہیں، اور یہاں کہ ذکر کیا گیا وہ بھی فیصلہ ملازم کی بحالی کا نہیں ہوسکتا، بلکہ زرِ تلافی کی ادائیگی کا ہوتا ہے۔ دیوانی عدالت بحالی کا حکم اس لیے جاری نہیں کرسکتی کہ اس کے لیے یہ "آقا اور نوکر" کے درمیان "ملازمت کے معاہدے" کی خلاف ورزی کا مقدمہ ہوتا ہے۔ آقا اور نوکر؟ جی ہاں۔ انگریزوں کی بالیات میں ایک یہ چیز بھی ہماری عدالتوں نے اب تک سینے سے لگائی رکھی ہے اور ہمارے روشن دماغ

مودی اقتدار کے قلعے میں دراڑیں

سنجے کے اسی چائے کے خیال پر کھڑے ہو کر مودی نے مجھے گجرات کی ذات پات کی پیچیدہ سیاست کا فلسفہ سمجھانا شروع کیا۔ وہ کمال مسرت سے کہہ رہے تھے کہ ریاست کو ذات پات کے گھن نے چاٹ لیا ہے اور بی جے پی دیہاتوں کی تنگ دو کے بعد بھی کانگریس کے روایتی "کھام" (KHAM) فارمولے، یعنی کشتریہ، ہریجن (دلت)، آدیواسی اور مسلم اتحاد کی دیوار میں شگاف ڈالنے میں ناکام رہی ہے۔ بی جے پی کا سوشل انجینئرنگ کا تجربہ جس میں پاٹیدار پٹیل اور کولی ذاتیں بھی اونچی ہی برا جاتا ہے کیونکہ آپ نے یونیورسٹی کے ہزاروں ملازمین کو انگامیہ کے جرم کرم پر چھوڑ دیا ہے۔" وہ قہقہہ مار کر بولے: "بیٹھیں، اس فیصلے کے خلاف انٹرا کورٹ اپیل میں ڈائیٹ تشکیل دے دیا گیا ہے، وہاں آپ بھی داؤل دے دیجیے گا۔" میں نے کہا: "ضرور، ان شاءاللہ، اور میں پہلے ہی اس اپیل میں طریق طے کی درخواست دائر کرچکا ہوں۔" اس کے بعد گفتگو وصیت کے موضوع کی طرف چل نکلی۔ یونیورسٹیوں اور اسی طرح دیگر "خود مختار" اداروں کے ملازمین یہاں اپنی انگامیہ کی غیر قانونی کارروائی کے خلاف ہائی کورٹ میں رٹ درخواست دائر نہیں کرسکتے؟ اس سوال کا جواب ڈھونڈنے کے لیے پہلے آئین کی دفعہ 199 پر ایک نظر ڈال لیجیے جس میں کسی ایسے "شخص" کو، جو سرکاری امور سے متعلق فرائض سرانجام دے رہا ہو، رٹ جاری کرنے کا اختیار ہائی کورٹ کو دیا گیا ہے۔ مقتدر ادارے کے سربراہ نے ادارے میں ملازمت کرنے والے کسی فرد کو قانون میں دیے گئے طریق کار پر عمل کیے بغیر ملازمت سے برطرف کردیا تو اس اقدام کے خلاف متاثرہ فرد ہائی کورٹ میں رٹ کی درخواست دائر کرسکتا ہے۔ اگر دفعہ 199 میں مذکور شرائط پوری

افتخار گیلانی

کیونکہ وہ دہلی کے صحافیوں سے واقف ہے۔ اس نے اگر وہ گجرات کا وزیر اعلیٰ بنتا ہے، تو اگر وہاں جانا ہوا تو ظہرانے وغیرہ کا بندوبست تو ملے گی۔ گھوشال ہنس کر کہنے لگے: "بھلا ایڈوانی جی گجرات کے معاملے میں، جہاں کی گاندھی نگر سیٹ سے وہ خود لوک سبھا پہنچتے ہیں، مجھ جیسے ایک بنگالی صحافی کے کہنے پر پارٹی کے اتنے بڑے فیصلے پر مہر لگوا لیں گے؟" حالات کی متر غریبی دیکھئے کہ خود وزیر اعظم نریندر مودی اور امیت شاہ مودی سے سخت بیزار تھے۔ ستمبر 2000 میں جب واجپئی سرکاری دورے پر امریکہ گئے تھے، تو مودی نے وہاں پہنچ کر گجراتی تاجروں وطن کے بڑے بڑے شو اور اجتماعات ترتیب دیے تھے۔ بالکل اسی طرز کے پرشکوہ جلسے جن کے انعقاد کے وہ آجکل عادی ہو چکے ہیں۔ واجپئی تقریب میں تو شریک ہوئے مگر ان کے مداحین کی تیوری نہ اتری۔ وہ بھی باہری ملک میں اس طرح کا شو کرنے کے خلاف تھے۔ دہلی واپسی پر مودی پارٹی دفتر میں واجپئی کے سامنے آنے سے کتراتے تھے۔ ایک دن واجپئی کی نگاہ ان پر پڑ ہی گئی تو انہوں نے اپنے مخصوص دھیمے مگر زہریلے طنز میں پوچھا: "آدمے زیدہ کب سے ہندوستان میں ہو؟ آج کل صرف امریکہ ہی میں ہوتے ہو!" مرکزی قیادت کی اس بیزاری، واجپئی کے سرد رویے اور گجرات میں بھی غالب ذات کی پشت پناہی نہ ہونے کے باوجود مودی نے مودی کی یاوری کی۔ درحقیقت بھی بڑی ذات کا تعلق نہ ہونا ہی ان کی سب سے بڑی طاقت بن گیا۔ پاٹیداروں اور کشتریوں کی اناکی جنگ میں ایک ایسا غیر معروف شخص جو دونوں میں سے کسی دھڑے کا نہیں تھا، دونوں کے لیے قابل قبول مصالحتی مہرہ بن گیا۔ کیشو بھائی پٹیل نے بھی غالباً یہ سوچ کر خاموشی سادھ لی کہ یہ محض چند ماہ کا 'شاب ریچپ ارینجمنٹ' ہے، جس کے بعد وہ دوبارہ تخت نشین ہو جائیں گے۔ مگر مودی کے ارادے کہیں زیادہ خوفناک اور دور رس تھے۔ انہوں نے وشو ہندو پریشد کے شعلہ بیان پروین توگڑیا سے اتحاد قائم کیا تھا اور سیاست کو ذات پات کے کھکھیڑ سے نکال کر جارح ہندوتوا کے دھکتے ہوئے میدان میں لا کھڑا کیا۔ پاٹیداروں اور پسماندہ ذاتوں کو مسلم دشمنی کے ایک مشترکہ دھاگے میں پرو کر ایک نیا انتخابی حلقہ تراش لیا گیا جس نے گجرات پر اگلے بارہ سال تک ان کے بلا شرکت غیرے راج کی ضمانت فراہم کردی۔ پھر فروری 2002ء کے ریاست گیر مسلم کش فسادات نے مودی کو ایک ایسی پلاٹینگ علامت بنا دیا جسے ہندوتوا کا پوسٹر سالار مان لیا گیا اور دسمبر 2002ء میں احمد آباد کے اکشر دھام مندر پر حملے نے انتخابی بساط پر ان کے حق میں آخری کیل ٹھونک دی۔ گجرات میں جب انہوں نے اقتدار میں براجمان رہنے کا فارمولہ تیار کرلیا تو باوین تو گڑیا اور اس کے دست راست گودھرا فسادات کا وہ دھوئیں کی طرح نکال کر ان کو باہر کردیا۔ دلی کے تخت پر 2014ء میں براجمان ہونے کے بعد مودی نے پچھلی دہائی میں ہر بحران کو سیاسی فائدے میں تبدیل کرنے کی شاندار مشق جاری رکھی۔ 2016ء میں نوٹ بندی کے معاشی خود کش حملے نے کروڑوں گھرانوں کے چولہے بجھا دیے، مگر مودی نے اسے کمال ہوشیاری سے بدعنوانی کے خلاف اور قومی سلامتی کی قربانی کا نام دے کر عوام کے گلے اتار دیا۔ 2019ء کے انتخابات سے عین قبل ہب بے روزگاری اور معاشی بدحالی کے باعث ان کا گراف تیزی سے گر رہا تھا تو بالاکوٹ کے سرحدی معرکے نے ایسا طوفان کھڑا کیا کہ سارا ملک بھگی جنون کے نشے میں مبتلا ہوگیا۔ اگر یہ بھی میں جموں و کشمیر کے سابق گورنر ستیہ پال ملک نے اس پورے سانحے کے ہولناک پہلوؤں اور مشکوک حالات و واقعات کا ذکر کیا ہوتا، مگر ایسا نہیں ہوا۔ اپوزیشن کی بیشتر جماعتیں بھی اس کے سحر میں گرفتار ہوگئیں۔ 2019ء کے انتخابات میں مودی نے اپنی ہی پارٹی کے اراکین پارلیمنٹ کی ایک بڑی تعداد کو ٹکٹ سے محروم کرکے ان کی جگہ نئے چہرے میدان میں اتارے۔ اس کے نتیجے میں بی جے پی کے 303 اراکین میں سے 224 نئے چہرے تھے۔ یہ ایک طرح سے پارٹی کے اندر ایک خاموش انقلاب تھا جس نے پرانی قیادت کو بے دست و پا کر دیا۔ اس کے بعد 2024ء کے لوک سبھا انتخابات نے پرچھائی سی دیوار کھینچ دی۔ بی جے پی اکثریت سے محروم ہوگئی اور مودی کو اپنی کابینہ میں اتحادیوں کو شامل کرنا پڑا۔ یہ مودی کے سیاسی سفر کا پہلا موقع تھا جب وہ اپنی مرضی مسلط نہیں کرسکتے تھے۔ اس کے بعد سے ان کی سیاست کا انداز بدلا ہوا ہے۔ وہ اب بھی جارحانہ ہیں، مگر اب ان کے لہجے میں ایک عجیب سی بے چینی اور تلخی در آئی ہے۔ وہ اب بھی ہندو قوم پرستی کا کارڈ کھیلتے ہیں، مگر اب ان کے پاس کوئی نیا بیانیہ نہیں ہے۔ وہ اب بھی اپنی پرانی کامیابیوں کا ذکر کرتے ہیں، مگر اب ان کامیابیوں کی چمک ماند پڑ چکی ہے۔ ان کی تقریروں میں اب وہ پرانا جوش اور اعتماد نظر نہیں آتا۔ ان کی باتوں میں ایک عجیب سی تھکاوٹ اور مایوسی کا عنصر نمایاں ہے۔ وہ اب بھی اپنی پرانی کامیابیوں کا ذکر کرتے ہیں، مگر اب ان کامیابیوں کی چمک ماند پڑ چکی ہے۔ ان کی باتوں میں ایک عجیب سی بے چینی اور تلخی در آئی ہے۔ وہ اب بھی ہندو قوم پرستی کا کارڈ کھیلتے ہیں، مگر اب ان کے پاس کوئی نیا بیانیہ نہی

Scanned with CamScanner

عوام نے انتشاری ٹولے کو مسترد، ترقی اور خوشحالی کا ساتھ دیا، امیر مقام

احتجاج کی کال پر عوام کا ساتھ نہ دینا اس بات کا ثبوت ہے کہ صوبے کے عوام ترقی اور خوشحالی کے حامی ہیں

عوام نے پی ٹی آئی کو تین مرتبہ اقتدار دیا، لیکن وہ توقعات پر پورا اترنے میں ناکام رہی، جلسہ سے خطاب



کوئٹہ: بلوچستان یونیورسٹی فار سر کے اہلکار شہر میں گشت کر رہے ہیں

خیبر پختونخوا پولیس کی تنخواہوں میں اضافے کی سمری گورنر کو ارسال

کوہاٹ و دیگر انسداد پولیو کیڈرز کے 120 فیصد سکیورٹی الاؤنس کی سفارش

پشاور (نمائندہ خصوصی) خیبر پختونخوا پولیس کی تنخواہوں میں اضافے سے متعلق سمری گورنر کو ارسال کر دی گئی۔ سمری میں کہا گیا ہے کہ جنوبی اضلاع، ڈی آئی خان، ٹوں اور کوہاٹ ریجن سمیت تمام ضم شدہ اضلاع کیڈرز کے 120 فیصد سکیورٹی الاؤنس دیئے جائیں